4 پارلیمانی حلقوں میں سماجوادی پارٹی کے لئے بڑا چیلنج

اترپردیش میں جن حلقوں میں 7 مئی کو ووٹنگ ہورہی ہے ان حلقوں میں وہ حلقے بھی شامل ہیں جہاں ملائم سنگھ یادو خاندان کا عمل دخل ہے۔ یہ حلقے مین پوری، قنوج، فیروزآباد اور اعظم گڑھ ہیں۔ یہ علاقے ملائم سنگھ یادو خاندان کے گڑھ ہیں۔ کیونکہ ان علاقوں میں یادوؤں کی بڑی آبادی رہتی ہے، مگر بی جے پی نے ان تمام حلقوں میں زوردار طریقے سے سماجوادی پارٹی کو گھیرنے اور مشکلات سے دوچار کرنے کی ٹھان لی ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی کی خاص توجہ بھی ان علاقوں پر ہے۔

سماجوادی پارٹی 1992 میں اپنے قیام کے بعد سے ہی لوک سبھا انتخابات لڑ رہی ہے اور یہ الیکشن ان معنوں میں اہمیت کا حامل ہے کہ ملائم سنگھ یادو کے گزر جانے کے بعد یہ پہلا لوک سبھا الیکشن ہوگا۔ جن میں وہ موجود نہیں ہیں۔ اب ان تمام خاندانی سیٹوں پر اپنا دبدبہ اور اثر ورسوخ برقرار رکھنے کی ذمہ داری اکھلیش یادو کے کندھوں پر آپڑی ہے۔ ان میں سب سے اہم سیٹ مین پوری کی ہے، جہاں سے اکھلیش یادو کی شریک حیات ڈمپل یادو دوبارہ الیکشن میں منتخب ہونا چاہتی ہیں۔ ان کے مقابلے میں اترپردیش کے وزیر جے ویر سنگھ کھڑے ہیں۔ 2009 میں فیروزآباد پارلیمانی حلقے سے راج ببر نے ڈمپل یادو کو ہرا دیا تھا۔ اس وقت راج ببر کانگریس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے تھے۔ بعدازاں 2019 میں قنوج سے سبرت پاٹھک نے ڈمپل یادو کو ہرایا تھا۔ اس مرتبہ بھی مین پوری پارلیمانی حلقہ ڈمپل یادو کے لئے مشکلات پیدا کرسکتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مرتبہ اکھلیش یادو اور ڈمپل یادو کی دختر ادیتی یادو اپنی ماں کے لئے ووٹ مانگ رہی ہیں، جبکہ بھارتیہ جنتا پارٹی اس سیٹ پر سماجوادی پارٹی کو ہرانے کے چکر میں ہے۔ اس کے علاوہ بہوجن سماج پارٹی نے بھی ایک یادو کو ڈمپل کے مقابلے میں کھڑا کیا ہے۔ بی ایس پی نے شیو پرساد یادو کو ٹکٹ دیا ہے۔ اسی طرح قنوج پارلیمانی حلقہ میں سماجوادی پارٹی کے سربراہ اور سابق وزیراعلیٰ اکھلیش یادو نے بالکل آخری موقع پر الیکشن لڑنے کا اعلان کیا ہے۔ سماجوادی پارٹی ایک دوبار نہیں بلکہ 7 مرتبہ قنوج سے الیکشن جیتی ہے۔ ان میں دو مرتبہ سماجوادی پارٹی نے ضمنی انتخابات میں کامیابی حاصل کی تھی۔ صرف 2019 میں ہی ڈمپل یادو کو بی جے پی کے سبرت پاٹھک نے ہرایا تھا۔ جہاں تک اترپردیش میں سماجوادی پارٹی اور کانگریس کے درمیان مفاہمت کا سوال ہے۔ اس حلقے میں اس کی زیادہ اہمیت نہیں ہے کیونکہ اس علاقے میں سماجوادی پارٹی کا ویسے ہی زبردست غلبہ ہے اور کانگریس کی موجودگی بہت معمولی سی ہے۔

سماجوادی پارٹی کے سامنے اس وقت سب سے بڑا چیلنج بدایوں لوک سبھا سیٹ بنی ہوئی ہے جہاں ادتیہ یادو اپنی قسمت آزما رہے ہیں۔ ادتیہ یادو شیوپال یادو کے صاحبزادے ہیں اور پہلی مرتبہ سیاست میں کودے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سماجوادی پارٹی نے ادتیہ یادو سے پہلے دھرمیندر یادو کو کھڑا کرنے کا اعلان کیا تھا۔ بعد میں تبدیلی رونما ہوئی اور دھرمیندر یادو کی جگہ ادتیہ یادو کو ٹکٹ دے دیا گیا۔ دھرمیندر یادو اس سیٹ سے پہلے بھی الیکشن جیت چکے ہیں۔ سماجوادی پارٹی کے اندر جو خاندانی خلفشار ہے اس کے مدنظر یہ تبدیلی کافی اہمیت کی حامل ہے۔ شیوپال یادو اور اکھلیش یادو کے درمیان زبردست اختلافات رہے ہیں اور بعد میں اکھلیش یادو اور چچا شیوپال یادو کے درمیان مفاہمت کے بعد دوستی کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ بعض مبصرین کا کہنا ہے کہ بدایوں سیٹ پر ادتیہ یادو کو مشکلات اور چیلنجز درپیش ہیں۔ حالانکہ

سماجوادی پارٹی 1992 میں اپنے قیام کے بعد سے ہی
لوک سبھا انتخابات لڑ رہی ہے اور یہ الیکشن ان معنوں میں
اہمیت کا حامل ہے کہ ملائم سنگھ یادو کے گزر جانے کے بعد
یہ پہلا لوک سبھا الیکشن ہوگا۔ جن میں وہ موجود نہیں ہیں۔
اب ان تمام خاندانی سیٹوں پر اپنا دبدبہ اور اثر ورسوخ
برقرار رکھنے کی ذمہ داری اکھلیش یادو کے کندھوں پر آن
پڑی ہے۔ ان میں سب سے اہم سیٹ مین پوری کی ہے،
جہاں سے اکھلیش یادو کی شریک حیات ڈمپل یادو دوبارہ
میدان میں ہیں۔ ان کے مقابلے میں اترپردیش کے
وزیر جے ویر سنگھ کھڑے ہیں۔

بدایوں ہمیشہ سے ہی سماجوادی پارٹی کا گڑھ رہا ہے۔ یہاں سے پروفیسر رام گوپال یادو اور دھرمیندر یادو دونوں ایم پی رہ چکے ہیں۔ سماجوادی پارٹی کو بڑا اعتماد ہے کہ یہ سیٹ بھی اس مرتبہ سماجوادی پارٹی کو جائے گی۔ بدایوں میں 4 لاکھ کے قریب مسلم ووٹر ہیں۔ 2019 میں بی جے پی نے ایک خاتون سنگھ مترا موریہ کو ٹکٹ دیا تھا اور وہ کامیاب بھی رہی تھیں مگر اس مرتبہ دھروو جے کو ٹکٹ دیا ہے۔ بی جے پی کے علاوہ بی ایس پی بھی سماجوادی پارٹی کو پریشان کررہی ہے کیونکہ اس نے مسلم خان کو ٹکٹ دے کر مسلم ووٹروں کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ تیسرے مرحلے میں بدایوں میں الیکشن ہورہے ہیں۔ سماجوادی پارٹی کے امیدوار کی ایک پرانی تصویر کو اچھال کر ان کی پوزیشن کو خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس دوران رام گوپال یادو کے ایک اور بیٹے اکشے یادو فیروزآباد سے الیکشن لڑ رہے ہیں۔ وہ لگاتار تیسری مرتبہ اس سیٹ پر اپنی قسمت آزما رہے ہیں۔ یادو فیملی کے اندرونی اختلافات کے دوران رام گوپال یادو ہمیشہ اکھلیش یادو کے ساتھ کھڑے دکھائی دیے ہیں۔ اکشے یادو کے سامنے وشودیپ سنگھ کو بی جے پی نے میدان میں اتارا ہے۔ بی جے پی نے 2019 میں کامیاب ہونے والے ممبر پارلیمنٹ چندرا سین جوڈان کو بدل دیا ہے۔ موجودہ امیدوار وشودیپ ٹھاکر ہیں۔ اس سیٹ پر ایک ٹھاکر امیدوار کو کھڑا کرکے بی جے پی ٹھاکروں کو رام کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ اس مرتبہ بھی اکشے یادو کے لئے راہ آسان نہیں ہوگی۔ دھرمیندر یادو کو اعظم گڑھ سے ٹکٹ دیا گیا ہے جہاں پر ان کا مقابلہ بی جے پی کے موجودہ ممبر پارلیمنٹ اور بھوجپوری فلموں کے اداکار دنیش لال یادو عرف نرہوا سے ہے۔ مگر دھرمیندر یادو کے لئے ایک فائدہ ہے کہ انہیں اعظم گڑھ میں بی ایس پی کے امیدوار گڈو جمالی سے برسرپیکار نہیں ہونا پڑے گا۔ کیونکہ گڈو سماجوادی پارٹی میں شامل ہوگئے ہیں۔ 2019 میں بھی گڈو جمالی نے دھرمیندر یادو کو مشکلات سے دوچار کیا تھا۔ گڈو جمالی نے 2019 میں 2 لاکھ 66 ہزار ووٹ حاصل کرکے مشکلات پیدا کردی تھیں۔

☆☆☆

عروس البلاد میں

انتخابی گہما گہمی میں دیگر سرگرمیاں معدوم؟

2019 اور اس سے پہلے شیوسینا اور کانگریس کے درمیان چھتیس کا آنکڑا تھا۔ ممبئی کے سیاسی
حالات پر نظر رکھنے والے صحافیوں کی رائے ہے کہ طویل عرصے سے شیوسینا اور کانگریس
پارٹی میں تال میل ہے اور زمینی سطح پر دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ وپیوستہ
ہیں۔ دونوں پارٹیوں میں تال میل ممبئی کی میونسپل کارپوریشن کی سیاسی جگاڑبازی میں دکھائی
دیا ہے۔ شیوسینا اور کانگریس کے درمیان قربت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ
گائیکواڑ شیوسینا کی شاکھاؤں میں شرکت کرچکی ہیں اور انہوں نے ادھو ٹھاکرے کی پارٹی
کے اجتماع میں آشیرواد لیا تھا۔ ان کا ہر سطح پر پرجوش خیرمقدم کیا جارہا ہے۔

ممبئی مہاراشٹر کی راجدھانی ہے اور عروس البلاد کہے جانے والے اس شہر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ ملک کی اقتصادی راجدھانی بھی ہے۔ یہاں کے اقتصادی ادارے ملک بھر کی بڑی معیشت کو کنٹرول کرتے ہیں۔ بمبے اسٹاک ایکسچینج ہندوستان کی اقتصادی نبض ہے اور ریڑھ کی ہڈی بھی ہے۔ پچھلے دنوں مہاراشٹر میں جو سیاسی اتھل پتھل مچی ہے اس نے ممبئی کی سیاست کو بری طرح متاثر کیا ہے اور اس الیکشن میں بھی اس کا اثر دیکھنے کو ملے گا۔ لوک سبھا الیکشن سے نمٹنے کے بعد پھر سیاسی پارٹیاں اسمبلی انتخابات کی سرگرمیوں میں کھو جائیں گی۔ ممبئی کی جن چھ پارلیمانی حلقوں میں زیادہ کانٹے کی ٹکر دیکھی جارہی ہے ان میں ممبئی جنوب، ممبئی

جنوب وسط، ممبئی شمال، ممبئی نارتھ سینٹرل، ممبئی نارتھ ایسٹ اور ممبئی نارتھ ویسٹ ہیں۔ 20 مئی کو ان تمام سیٹوں پر الیکشن ہوگا اس کے علاوہ مہاراشٹر کی سات اور سیٹوں کے لئے بھی 20 تاریخ کو الیکشن ہوگا مجموعی طور پر 20 مئی کو مہاراشٹر کی 13 پارلیمانی سیٹوں پر الیکشن ہوگا۔

زیرنظر تحریر میں ہم ممبئی کی 6 پارلیمانی سیٹوں کے سیاسی الٹ پھیر کا جائزہ لیں گے۔ ان تمام سیٹوں پر شیوسینا کے دو گروپ میں براہ راست مقابلہ ہوگا۔ ایک شیوسینا ایک ناتھ شندے کی قیادت والی ہے جبکہ دوسری شیوسینا ادھو ٹھاکرے کی قیادت والی ہے۔ ان سیٹوں میں سے دو پر روایتی حریف بی جے پی اور کانگریس آمنے سامنے ہوں گی۔ ایک سیٹ پر شیوسینا اور بی جے پی۔ جبکہ 6 پارلیمانی حلقوں جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے شیوسینا کے دونوں گروپ ایک دوسرے سے مقابلے میں ہیں۔ ممبئی جنوب، ممبئی جنوب وسط اور ممبئی شمال مغرب میں شیوسینا کے دونوں گروپ میں براہ راست مقابلہ ہے۔ جبکہ نارتھ ایسٹ ممبئی میں بی جے پی اور ادھو ٹھاکرے کی پارٹی شیوسینا میں براہ راست ٹکر ہے۔ ممبئی ساؤتھ میں موجودہ ایم پی ادھو ٹھاکرے کی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں پر شندے کی قیادت والی شیوسینا کے امیدوار یامنی جادھو سے مقابلہ ہوگا۔ ادھو ٹھاکرے کی پارٹی کے امیدوار موجودہ ممبر پارلیمنٹ اروند ساونت ہیں۔ خیال رہے کہ یامنی جادھو اس وقت ممبر اسمبلی ہیں اور ممبئی کی بائیکلا اسمبلی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ادھو ٹھاکرے کی شیوسینا کے لیڈر انل دیسائی کے مقابلے میں راہل شیوالے ہیں جو کہ شندے کی قیادت والی شیوسینا سے تعلق رکھتے ہیں۔ انل دیسائی اور شیوالے جنوب وسط ممبئی میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔

خیال رہے کہ انل دیسائی حال ہی تک شیوسینا کے راجیہ سبھا کے ممبر رہے ہیں۔ جبکہ شیوالے لوک سبھا کے ممبر ہیں۔ اسی طرح ممبئی شمال مغرب میں ادھو ٹھاکرے کی پارٹی کے امیدوار امول کرتیکر کا مقابلہ حکمراں شیوسینا کے امیدوار رویندر ویکر سے ہوگا۔ رویندر ویکر اس سے پہلے ادھو ٹھاکرے کے ساتھ تھے انہوں نے حال ہی میں شندے گروپ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ وہ ممبر اسمبلی ہیں اور ممبئی کی ایسٹ جوگیشوری اسمبلی کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ممبئی شمال وسط میں مقابلہ دلچسپ ہے۔ بی جے پی نے ممتاز وکیل اجول نکم کو اپنا امیدوار بنایا ہے ان کا مقابلہ کانگریس کی امیدوار ورشا گائیکواڑ سے ہوگا۔ ورشا گائیکواڑ دھاراوی اسمبلی سے کانگریس کی ایم ایل اے ہیں۔ اس کے علاوہ ممبئی شمال میں مرکزی وزیر پیوش گوئل کانگریس کے امیدوار بھوشن پاٹل کا مقابلہ کریں گے۔ بھوشن پاٹل مراٹھی اداکار ہیں اور پیوش گوئل راجیہ سبھا کے ایم پی ہیں۔

ممبئی کے نارتھ ایسٹ پارلیمانی سیٹ پر بی جے پی کے مہیر کوٹیچا شیوسینا کے سنجے دینا پاٹل سے مقابلہ کریں گے۔ دینا پاٹل ادھو ٹھاکرے کی پارٹی کے امیدوار ہیں۔ جبکہ کوٹیچا بلند اسمبلی سے ممبر ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ورشا گائیکواڑ جو کانگریس کی ایم ایل اے ہیں اور شیوسینا ادھو ٹھاکرے ان کی حمایت کررہی ہے اور یہ پہلا موقع ہوگا جب شیوسینا جیسی پارٹی کانگریس کے امیدوار کی حمایت کرے گی اور ووٹ دے گی۔ ورشا گائیکواڑ نے ادھو ٹھاکرے کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کو الیکشن جتا کر دہلی بھیجیں گے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ورشا گائیکواڑ اس پارلیمانی حلقے سے امیدوار ہیں جہاں پر شیوسینا کے لیڈر کا ووٹ ہے۔ یعنی ادھو ٹھاکرے اس مرتبہ کانگریس کے امیدوار کو ووٹ دے کر تاریخ رقم کریں گے۔ ادھو ٹھاکرے کی رہائش گاہ باندرہ میں ہے اور باندرہ کا علاقہ ممبئی شمالی وسط پارلیمانی حلقہ میں آتا ہے۔

2019 اور اس سے پہلے شیوسینا اور کانگریس کے درمیان چھتیس کا آنکڑا تھا۔ ممبئی کے سیاسی حالات پر نظر رکھنے والے صحافیوں کی رائے ہے کہ طویل عرصے سے شیوسینا اور کانگریس پارٹی میں تال میل ہے اور زمینی سطح پر دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ وپیوستہ ہیں۔ دونوں پارٹیوں میں تال میل ممبئی کی میونسپل کارپوریشن کی سیاسی جگاڑبازی میں دکھائی دیا ہے۔ شیوسینا اور کانگریس کے درمیان قربت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ گائیکواڑ شیوسینا کی شاکھاؤں میں شرکت کرچکی ہیں اور انہوں نے ادھو ٹھاکرے کی پارٹی کے اجتماع میں آشیرواد لیا تھا۔ ان کا ہر سطح پر پرجوش خیرمقدم کیا جارہا ہے۔ ممبئی میں کانگریس پارٹی کی حالت کافی کمزور ہے خاص طور پر 2019 کے اسمبلی الیکشن میں 36 میں سے اس کو صرف 5 سیٹیں ملی تھیں جبکہ لوک سبھا کے الیکشن میں اس کا صفایا ہوگیا تھا۔ ممبئی ساؤتھ کے ایم پی میلند دیوڑا نے شیوسینا شندے گروپ میں شمولیت اختیار کرلی تھی جبکہ ممبئی نارتھ سینٹرل کی ممبر پارلیمنٹ پریہ دت نے الیکشن لڑنے سے انکار کردیا تھا۔ ممبئی کے ایک سینئر لیڈر سنجے نیروپم کو اس وقت پارٹی سے نکال دیا گیا جب انہوں نے مہاوکاس اگھاڑی کے ساتھ سمجھوتے کو لے کر پارٹی کی قیادت پر نکتہ چینی کی تھی۔ 2019 کے بعد جو صورت حال پیش آئی ہے اس میں یہ الیکشن تمام سیاسی پارٹیوں کو مستقبل کو طے کرے گا۔ اس سے قبل اندھیری ایسٹ کے ضمنی الیکشن میں شندے سیوسنا اور بی جے پی نے اپنا امیدوار کھڑا نہیں کیا تھا۔ اس الیکشن میں بی جے پی نے تینوں موجودہ ممبران پارلیمنٹ کو بدل دیا ہے۔ جبکہ شیوسینا شندے نے راہل شیوالے اور گجانند کرتیکر کو دوبارہ ٹکٹ دیا ہے۔ ان تمام پارلیمانی حلقوں میں پرچہ نامزدگی داخل کرنے کی آخری تاریخ 3 مئی ہے۔ ممبئی شہر میں کل ووٹر 24 لاکھ سے زائد ہیں جبکہ نواحی ممبئی میں ووٹروں کی تعداد 74 لاکھ ہے۔ ممبئی جنوب اور ممبئی جنوب وسط میں ممبئی شہر میں آتے ہیں باقی تمام سیٹیں نواحی شہر میں پڑتی ہیں۔ ☆☆

آندھرا پردیش: اسمبلی اور لوک سبھا انتخابات ایک ہی مرحلہ میں

جگن موہن ریڈی کے سامنے بڑا چیلنج

اس وقت پورا ملک انتخابی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ ہر طرف اس بات پر
بحث ہورہی ہے کہ مرکز میں کس کی سرکار بنے گی اور کون وزیراعظم ہوگا۔
مگر کئی ریاستوں میں لوک سبھا کے الیکشن کے ساتھ ساتھ اسمبلی کے
الیکشن بھی ہورہے ہیں اور یہ چار ریاستوں آندھرا پردیش، اوڈیشہ، سکم اور
اروناچل پردیش ہیں۔ آندھرا پردیش میں اسمبلی کی 175 سیٹیں ہیں۔
11 مئی کو انتخابی مہم رک جائے گی اور 13 مئی کو ووٹ ڈالے
جائیں گے۔ آندھرا پردیش میں لوک سبھا اور اسمبلی کے الیکشن ایک
ساتھ ہوں گے اور 4 رجون کو لوک بھا کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی
فیصلہ ہوجائے گا کہ ریاست میں کس پارٹی کی حکومت بنے گی۔

جنوبی ہندوستان کی ریاست آندھرا پردیش میں اس وقت انتخابی گہما گہمی عروج پر ہے اور دوسری ریاستوں کے مقابلے میں وہاں انتخابات کا رومانس زیادہ ہے کیونکہ آندھرا پردیش میں لوک سبھا انتخابات کے ساتھ ساتھ اسمبلی انتخابات بھی ہورہے ہیں۔ آندھرا پردیش کے وزیراعلیٰ وائی ایس جگن موہن ریڈی کی پارٹی وائی ایس آر کانگریس کو اس مرتبہ ریاست میں اپنا اقتدار برقرار رکھنا ہے اور مرکز میں بھی اپنی حیثیت کو برقرار رکھنے کا چیلنج ہے۔ 13 مئی کو ایک ساتھ لوک سبھا اور اسمبلی کے انتخابات ہوں گے اور ووٹروں کو دو بیلٹ پیپر پر اپنا فیصلہ صادر کرنا ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وائی ایس آر کانگریس کس طرح ریاست میں اپنی سرکار برقرار رکھ پاتی ہے۔ جبکہ کانگریس پارٹی نے جگن موہن ریڈی کی بہن کو اپنے ساتھ ملا کر ان کی نیند حرام کردی ہے۔ جبکہ بی جے پی نے آندھرا پردیش میں تیلگو دیشم پارٹی کے لیڈر اور سابق وزیراعلیٰ چندرابابو نائیڈو کو اپنے ساتھ ملا کر مشترکہ طور پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چندرابابو نائیڈو جیسا کہ قارئین کو اندازہ ہوگا کہ این ٹی راماراؤ کے داماد ہیں۔ این ٹی راماراؤ نے ایک زمانہ میں غیرمنقسم آندھرا پردیش میں کانگریس کو دھول چٹا کر ایک نئی سیاسی جماعت تیلگو دیشم بنائی تھی۔ این ٹی راماراؤ ایک مقبول تیلگو اداکار تھے اور انہوں نے اپنی مقبولیت کی بنیاد پر کانگریس کی سیاسی بالادستی کو نیست ونابود کردیا تھا۔ آندھرا پردیش میں تیلگو دیشم نے وہ ریکارڈ مرتب کئے تھے جن کی ٹیس کانگریس ابھی تک محسوس کررہی ہے۔ 18 رجنوری 1996 میں این ٹی راماراؤ کے انتقال کے بعد ان کے سب سے چہیتے داماد چندرابابو نائیڈو نے تیلگو دیشم پارٹی کو اپنے قبضہ میں کرلیا تھا اور ایک اچھے منتظم اور گراس روٹ پر سرگرم رہے۔ چندرابابو نائیڈو نے ایک طویل عرصے تک ریاست پر اقتدار میں جمے رہنے میں کامیابی حاصل کی۔ بعدازاں وائی ایس آر کانگریس کے لیڈر وائی ایس جگن موہن کے والد راج شیکھر ریڈی کی ایک ہوائی حادثے میں موت کے بعد آندھرا پردیش میں کانگریس پارٹی کو ایک بار پھر مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا اور جگن موہن نے اپنے والد کی موت کے بعد ریاست میں کانگریس کی قیادت حاصل کرنے کی کوشش کی، مگر مرکز کی کانگریس قیادت نے یہ تسلیم نہیں کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جگن موہن نے وائی ایس آر کانگریس کے نام سے اپنی پارٹی بنائی اور کانگریس کے لئے مشکلات پیدا کیں۔ بعدازاں وہ مختلف امور میں جیل میں رہے مگر ریاست میں اپنے اثر ورسوخ کاروباری اداروں پر کنٹرول اور میڈیا میں عمل دخل کی وجہ سے جگن موہن اپنا اثر ورسوخ آج تک برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ پچھلے الیکشن میں چندرابابو نائیڈو کی گرفت کمزور ہوئی اور جگن موہن ریڈی شاندار طریقے سے کامیاب ہوئے۔ آندھرا کی سیاست میں انتقامی سیاست عروج پر ہے اور دونوں چندرابابو نائیڈو اور جگن موہن اس گہری رقابت میں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

2019 کے الیکشن میں جب آندھرا پردیش اسمبلی کا الیکشن ہورہا تھا تو 175 ممبران اسمبلی والے ایوان میں جگن موہن ریڈی کی پارٹی وائی ایس آر کو 151 سیٹیں ملیں۔ جبکہ یہی شاندار کارکردگی ان کی پارٹی نے لوک سبھا میں بھی دہرائی۔ 2019 کے لوک سبھا الیکشن میں وائی ایس آر کے پاس 25 میں سے 22 سیٹیں تھیں۔ ایسے حالات میں اب دیکھنا یہ ہے کہ کانگریس، بی جے پی چندرابابو نائیڈو اور وائی ایس آر کانگریس کے سہ رخی مقابلے میں کانگریس کی پوزیشن کیا ہوتی ہے اور کیا جگن موہن اپنا اقتدار باقی رکھ پائیں گے یا نہیں۔ جگن موہن کے ساتھ سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ ان کے خلاف اینٹی کمبینسی فیکٹر بہت شدت کے ساتھ کام کررہا ہے دوسری پریشانی ان کی خود کی بہن وائی ایس شرمیلا ہیں جو کہ اپنے والد کی وراثت کی دعویدار ہیں۔ کانگریس نے بڑی چالاکی سے ریاست میں شرمیلا کو ریاستی یونٹ کا صدر بنایا ہے۔ کچھ مبصرین کا خیال ہے کہ شرمیلا کے کانگریس کے ساتھ جانے اور کانگریس کی کمان ملنے کا فائدہ تیلگو دیشم کو پہنچ سکتا ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ جگن موہن اور شرمیلا دونوں کانگریس کی وراثت کی دعویداری کررہے ہیں اور دونوں ہی سابق وزیراعلیٰ وائی ایس آر کے بھی وارث ہیں۔ اس طریقے سے پارٹی اور خاندان کی

وراثت کے ووٹ میں تقسیم کا اثر دونوں پارٹیوں اور دونوں افراد کو جھیلنا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ بی جے پی چندرابابو نائیڈو کی قیادت میں اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گی۔ جنوبی ہندوستان میں بی جے پی کو اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہے جتنی شمالی ہندوستان میں ہے۔ خاص طور پر کرناٹک میں اپنی حکومت کھونے کے بعد اور دیوی گوڑا کے پوتے کی کرتوتوں کے پیش نظر بی جے پی اور اس کے حامیوں کو منفی رجحانات کا نقصان اٹھانا پڑسکتا ہے۔

خیال رہے کہ ریاستی اسمبلی میں حکمراں وائی ایس آر کانگریس کی 151 سیٹیں ہیں۔ ٹی ڈی پی کی 23 سیٹیں ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دونوں کانگریس اور بی جے پی 2019 کے اسمبلی الیکشن میں ایک بھی سیٹ نہیں جیت پائے۔ اس سے قبل 2014 کے اسمبلی میں بی جے پی کے پاس چار سیٹیں تھیں مگر کانگریس کے پاس ایک بھی سیٹ نہیں تھی۔

ٹی ڈی پی کو لگتا ہے کہ اس کے پاس کما کمیونٹی کا ووٹ ہے جو کہ آندھرا پردیش میں کافی بااثر ہے۔ علاوہ ازیں تیلگو فلموں کے اداکار چرنجیوی کے بھائی پون کلیان کی پارٹی جن سینا پارٹی اور ٹی ڈی پی میں سمجھوتہ ہے۔ اس طرح پون کلیان جو کہ کاپس کمیونٹی کے بڑے بااثر لیڈر بن کر سامنے آئے تھے دونوں کمیونٹیوں کے اثر ورسوخ کے درمیان دیکھنا یہ ہے کہ بی جے پی کے ہندوتو وادی ایجنڈے کے سامنے یہ دونوں پارٹیاں کس حد تک جگن ریڈی کو چیلنج دے پائیں گی۔ چندرابابو نائیڈو کے ساتھ پروبلم یہ ہے کہ ان کی عمر کافی ہوگئی ہے۔ وہ 74 سال کے ہوچکے ہیں۔ چندرابابو نائیڈو اپنے بیٹے کو بھی میدان میں اتارنا چاہتے ہیں اور اقتدار پر متمکن کرانا چاہتے ہیں۔ ان کو لگتا ہے وہ اس مرتبہ چوک گئے تو ان کا بیٹا نارا لوکیش سرنہیں اٹھا پائے گا۔ چندرابابو نائیڈو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک اچھے منتظم ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ اگر ان کی پارٹی اقتدار میں آگئی تو وہ ریاست کی راجدھانی کو بالکل اسی طرح بنادیں گے جیسا کہ ایک زمانے میں انہوں نے سائبرآباد کو آئی ٹی کا ہب بنادیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ ریاست کو بالکل اسی پیٹرن پر ترقی دیں گے جس طرح سنگاپور کی تعمیر اور ترقی ہوئی تھی۔ چندرابابو نائیڈو ملک کی سیاست میں علاقائی لیڈر ہونے کے باوجود بہت اہم رول ادا کرتے رہے ہیں۔ واجپئی کے دور اقتدار میں انہوں نے اسپیکر کے عہدے پر بال یوگی کو فائز کرکے اپنی سیاسی سمجھ بوجھ اور دوراندیشی کا ثبوت دیا تھا۔ چندرابابو نائیڈو نے حکومت میں شامل ہوئے بغیر واجپئی اور بی جے پی سرکار کے ساتھ کافی تال میل کیا اور سائبرآباد جیسے ایک جدید کنسیپٹ کو کامیابی سے ہمکنار کیا تھا۔